مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی کا مکتوب گرامی

ایڈیٹر برہان کے نام

مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی کی شخصیت، علم وفضل، وسعتِ مطالعہ و نظر اور ادب انشا رکے اعتبار سے نہایت بلند اور ممتاز مقام کی مالک ہے ساتھ ہی آپ کی حمیت وغیرت دینی اور بیباک گوئی سب کے نزدیک مسلم ہے۔ اس بنا پر ہم ذیل میں مولانا کا ایک خط شائع کرتے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ جو لوگ جذباتی انداز فکر رکھتے ہیں۔ اُن میں اور جو حضرات ارباب علم وتحقیق اور تاریخ اسلام کے مبصر ہیں اُن میں خورشید احمد صاحب فارق کے اس مضمون کے بارے میں فکر اور رائے کا کیا اختلاف ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مولانا نے اس مکتوب میں جو بات لکھی ہے یہ بعینہ وہی ہے جس کا اظہار آپ صدق جدید مورخہ ۱۵ر فروری کے ایک نوٹ میں کرچکے ہیں۔ اب آپ مولانا کے اس خط کی روشنی میں فروری کے برہان کے نظرات دوبارہ ملاحظہ فرمایئے تو اس سے حقیقتِ حال کا اصل اندازہ ہوگا۔ (ایڈیٹر)

مولانا تحریر فرماتے ہیں :-

مورخہ ۲۴ رجنوری ۱۹۶۷ء صدق دریاباد ضلع بارہ بنکی

برادرم السلام علیکم!

فارق صاحب (دلی یونیورسٹی) کا مقالہ سیرت نبوی پر خوب ہی نکل رہا ہے۔ ان کے مطالعہ کی وسعت اور گہرائی دونوں قابلِ داد ہیں اپنے رنگ کی بالکل منفرد چیز ہے لیکن ساتھ ہی دوسری طرف ایسی روایتیں بلا تکلف نقل کرجانا جو سیرت کی پاکیزگی کو صریح

---

[1] محکمہ ڈاک کی روایتی بدنظمی کا برا ہو کہ ۳۰ رجنوری کا لکھا خط مکتوب الیہ کو ۲۵ رفروری کو ملا ہے۔

مجروح کرنے والی ہوں۔ کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟ جنوری کے برہان میں تین مردوں اور ایک عورت کا خفیہ قتل بہت زیادہ غلطیاں پیدا کرنے والا ہے۔ کم سے کم کوئی مختصر نوٹ تو آپ کی طرف سے ہونا لازمی ہے۔ لہ

برہان کے خوانخواستہ بند ہونے کی خبر بدآئندہ ہفتہ کے صدق میں لکھ رہا ہوں۔

والسلام

عبدالماجد

برہان

لہ ان تین مقتول مردوں میں ایک کعب ابن اشرف یہودی ہے۔ اس کے قتل کا واقعہ جس طرح فارق صاحب نے لکھا ہے بعینہٖ اسی طرح تاریخ و سیر کی تمام کتابوں کے علاوہ خود صحیح بخاری میں موجود ہے اور مولانا شبلی نے (سیرت النبی جلد اول ص ۴۰۵) اور مولانا ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوری نے بھی (اصح السیر ص ۱۴۴) اسی طرح نقل کیا ہے۔ ملاحظہ فرمایا جائے۔ اب باقی رہے دو مرد اور ایک عورت جس کا نام عصما رتھا تو ان کے قتل کے واقعہ کا حوالہ تین کتابوں کا فارق صاحب کے مضمون میں موجود ہے۔ جیسا کہ خود فارق صاحب نے لکھا ہے ان تینوں بدبختوں کا جرم بھی بعینہٖ وہی تھا جو کعب بن اشرف یہودی کا تھا یعنی یہ تینوں شاعر تھے اور اپنے اشعار میں برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتے رہتے۔ اور قبائل میں گھوم پھر کر اپنے اشعار کے ذریعہ لوگوں کو حضور کے خلاف بھڑکانے اور قتل کر دینے کی ترغیب دتحریص کرتے رہتے تھے۔ اس بنا پر اگر قرآن کے حکم "الفتنۃ اشد من القتل" کے مطابق یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایما اور مرضی سے قتل کیے گئے تو اس پر کون اعتراض کر سکتا ہے؟ اس موقع پر یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ اس وقت تک باقاعدہ اسلامی ریاست قائم نہیں ہوئی تھی جس کے ماتحت اس سلسلہ میں باضابطہ اور آئینی کارروائی کی جاتی اور انتقام وغیرہ کے سلسلہ میں قبائلی طور طریق پر عمل ہوتا تھا۔ فارق صاحب نے کعب بن اشرف کا واقعہ جس انداز میں لکھا ہے اس پر کسی لوگوں کو کیا اعتراض نہیں۔

(۱)۔ انہوں نے کعب بن اشرف کے جرم کی نشاندہی نہیں کی۔

(۲)۔ کعب بن اشرف کے سر بریدہ کو حضور کے سامنے پیش کرنے کا کیا ثبوت ہے۔

(۳)۔ حضور کعب بن اشرف کے سر بریدہ کو دیکھکر محظوظ ۔۔۔ ہوئے ۔ یہ الفاظ نامناسب ہیں۔

ان میں سے پہلا اعتراض اس لئے غلط ہے کہ مقالہ نگار نے نہ صرف کعب بن اشرف بلکہ چاروں مقتولین کے جرم کی نشاندہی کردی ہے۔ ملاحظہ ہو برہان بابت جنوری صفحہ سطر ۱۔۲۔۳۔۴۔ دوسرے اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ مقالہ نگار نے اس کے لئے تین کتابوں کا حوالہ درج کیا ہے چنانچہ مولانا ابوالبرکات عبدالرؤف دانا پوری نے اصح السیر میں صفحہ ۱۲۵ سطر ۱ میں یہی لکھا ہے ۔ رہا تیسرا اعتراض ! تو اس میں نامناسب کیا بات ہے ؟ جب ان نوجوان بہادروں نے حضور کی مرضی سے اور حضور کے ساتھ عشق و محبت کے جذبہ سے سرشار ہوکر یہ اقدام کیا تھا تو پھر حضور کیوں مسرور و محظوظ نہ ہوتے چنانچہ اس واقعہ کے بعد کعب بن اشرف کے ہم قبیلہ یہودیوں میں اور حضورؐ میں جو گفتگو ہوئی اس سے بھی یہ صاف ظاہر ہے۔

(۴)۔ چوتھا اعتراض یہ ہے کہ حضور نے ان بہادر دلیر نوجوانوں کو "جھوٹ بولنے" کی اجازت دی ! اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ مولانا شبلی نے بجا طور پر اس کی تردید کی ہے مگر ساتھ ہی لکھتے ہیں۔

"ارباب روایت لکھتے ہیں کہ حضرت محمد بن مسلمہ نے آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کیا تھا کہ ہم کو کچھ کہنے کی اجازت دی جائے ۔ ارباب سیر نے اس کے یہ معنی لگا دیئے ہیں کہ انہوں نے جھوٹی باتیں کہنے کی اجازت مانگی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی کیونکہ الحرب خدعۃ ۔ یعنی لڑائی میں دھوکہ دینا جائز ہے ۔ (سیرۃ النبی ج ۱ ص ۴۰۷)

چنانچہ مولانا دانا پوری نے بھی ارباب سیر کے تتبع میں اس موقع پر یہ الفاظ لکھے ہیں۔ حضور نے ان لوگوں کو (کعب بن اشرف کے قتل کی) اجازت دی اور یہ بھی اجازت دی کہ اگر ضرورت ہو تو "مخادعت" کی گفتگو کر سکتے ہیں" (اصح السیر ص ۱۲۵ سطر ۱۰)

بعض مسلمانوں کو اس سے بھی وحشت ہوئی ہے کہ فارق ۔ احب کے مقتولین میں